Al-Mahdi Research Journal (MRJ)
Vol 5 Issue 4 (April-June 2024)
HJRS HEC Journal Recognition System
Category Y
ISSN (Online): 2789-4150
ISSN (Print): 2789-4142

Concept of Illness and Disability in the Light of Islamic Teachings

بیماری اور معذوری کا تصور: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Dr. Syed Hamid Farooq Bukhari
Coordinator, Department of Islamic Studies, University of Gujrat, hamid.farooq@uog.edu.pk

Dr Mehmood Ahmad
Assistant Professor NCBA@E DHA Campus, Lahore, muftimehmoodahmad@gmail.com

Hafiz Faizan Haider
MPhil Scholar Department of Islamic Study, NCBA@E DHA Campus, Lahore

Abstract

This research article deals with concept of Quran and Sunnah about illness/diseaseand disability as well as the concepts of the common people of society. When a child born in the society with disability and disease, nonsense persons of society say such a birth is the result of parents' sins. It is a against the justice system of Allah Almighty. Otherwise they say he is suffering from illness or disease cause of his evils. The concept of Quran and Sunnah about illness and disability is thoroughly different. According to The teachings of Quran and Sunnah examine in illness and disability is the source of kindness, closeness, forgiveness of Allah and susses in the world and after death. This article elaborates the illness and disability in individual according to the teachingsof Quran and Sunnah.

Keywords: Illness, Disability, Disease, Forgiveness, Teachings

جب اللہ تعالیٰ کسی انسان کو مرض میں مبتلا کرتا ہے یا اس کے اعضاء میں سے کسی ایک عضو کی صلاحیت کو کلی طور پر یا جزوی طور پر سلب کر لیتا ہے، تو اس میں کئی حکمتیں موجود ہوتی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی عکاس ہوتی ہیں۔ اللہ انسان کو امتحان کے ذریعے اس کے تقویٰ، صبر، وفاء، شکر، وقف، وابستگی، اعتماد، توکل، توبہ، اور سبق سیکھانے کا موقع دیتا ہے۔ مرض یا صحت کے ذریعے اللہ انسان کو تزکیہ و تصفیہ کا موقع بھی دیتا ہے۔ مرض کے ذریعے انسان کے غرور اور تکبر کو دور کیا جاتا ہے، اور وہ اپنے ضعف اور ناتوانی کا احساس کرتا ہے۔ مرض کا ذکر انسان کو توبہ و استغفار کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ وہ اللہ کی مغفرت کا طالب بنتا ہے اور اپنے گناہوں کی معافی کی دعا کرتا ہے۔ مرض یا صحت کی حالت میں انسان کو صبر اور شکر کا موقع ملتا ہے۔ وہ اللہ کے حکم پر راضی رہتے ہیں اور روزمرہ زندگی میں حکم اللہ کا استعمال کرتے ہیں۔ مریض شخص کو علاج و دعا کی ضرورت ہوتی ہے، جس سے دوسروں کی تعاون و رحمت کا موقع پیدا ہوتا ہے۔ انسانوں کو انفعالی، اخلاصی، احساساتی، اور انسانیت پر مبنی تعاون کرنا چاہئے۔

قرآن مجید اللہ تعالیٰ اس بات کو یوں بیان فرماتا ہے:

وَ نَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَ الْخَيْرِ فِتْنَةً-وَ اِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ [1]

اور ہم برائی اور بھلائی کے ذریعے تمہیں خوب آزماتے ہیں اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے

تفسیر خازن میں اس بات کو یوں بیان کیا گیا:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ہمیں راحت و مشکلات، صحت اور بیماری، دولت و غربت اور نفع و نقصان کے حالات سے آزماتا ہے۔ یہ امتحانات ہمارے صبر اور شکر گزاری کی سطح کا تعین کرنے کے لیے بنائے گئے ہیں۔ بالآخر، ہم سب اللہ کی طرف لوٹ جائیں گے، اور وہ ہمیں ہمارے اعمال کی بنیاد پر جزا دے گا۔"[2]

دوسرے لفظوں میں، اللہ ہمیں زندگی میں مختلف آزمائشوں اور چیلنجوں سے گزارتا ہے تاکہ صبر اور شکر گزار رہنے کی ہماری صلاحیت کا اندازہ لگایا جا سکے۔ یہ آزمائشیں آسانی یا مشکل، اچھی صحت یا بیماری، کثرت یا غربت، اور ایسی صورت حال میں آسکتی ہیں جہاں ہمیں فائدہ یا نقصان کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ ان امتحانات کے ذریعے، اللہ یہ دیکھنا چاہتا ہے کہ ہم کس طرح جواب دیتے ہیں، کیا ہم صبر اور شکر کو برقرار رکھتے ہیں، اور ہم اس پر اپنے بھروسے کا کیسے مظاہرہ کرتے ہیں۔

CC BY

بالآخر، ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹنا ہے، اور یہ آخرت میں ہے کہ وہ ہم سے ہمارے اعمال کا حساب لے گا۔ ہمارے صبر، شکر اور ایمان کی سطح واضح ہو جائے گی، اور ہمیں اس کے مطابق اجر ملے گا۔ لہٰذا، ہمارے لیے یہ جان کر کہ ہماری آخری منزل اسی کے ساتھ ہے، صبر، شکر، دیانت، اور اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق قائم کرنے کے لیے زندگی بھر کوشش کرنا ضروری ہے۔

اس طرح، اللہ تعالیٰ مرض اور صحت کی صورت میں بھی اپنے بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے، اللہ تعالیٰ جب کسی کو مرض میں مبتلا فرماتا ہے یا کسی عضو کی صلاحیت کلی یا جزوی سلب کر لیتا ہے تو اس میں بھی اللہ احکم الحاکمین کی کئی حکمتیں کار فرما ہوتی ہیں۔ جن کا فہم اور ادراک نہ ہونے کی وجہ سے دیکھنے والے اور اس مرض میں مبتلا شخص ایسے کلمات کو اپنی زبان پر لاتے ہیں جن سے اس ذات اقدس کا شکوہ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے وہ اجر وثواب کی بجائے باری تعالیٰ کی ناراضگی کا مستحق ہو سکتا ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو بیماری اور معذوری کی شکل میں آزما کر ہدایت، گناہوں کی بخشش اور قرب الٰہی وغیرہ کے مواقع فراہم کر کے جنت میں اعلیٰ درجات کا مستحق قرار دینا چاہتا ہے۔ عام طور پر معاشرے میں یہی تصور پایا جاتا ہے کہ یہ شخص اپنے والدین کے گناہوں اور خطاؤں کی سزا کی وجہ سے ایسا پیدا ہوا ہے۔ یہ بات اللہ تعالیٰ کی صفت عدل کے برعکس ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کے گناہ یا خطا کی سزا کسی دوسرے کو کیوں دے۔ وہ ذات ذرہ برابر بھی کسی پر ظلم نہیں کرتی بلکہ انسان اپنے آپ پر خود ظلم کرتا ہے۔ یا زندگی کے کسی مرحلے میں انسان کو کوئی بیماری یا معذوری لاحق ہوتی ہے تو معاشرے میں ایسے شخص کے بارے میں عام تصور یہ بھی ہوتا ہے کہ وہ خود اپنے کسی گناہ کی پکڑ میں آ گیا ہے۔ یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کی صفت رحمن اور رحیم کے متضاد ہے۔ وہ تو انسان پر بہت زیادہ شفیق اور مہربان ہے۔

اس بات کو اس مثال کی مدد سے کافی حد تک سمجھا جا سکتا ہے کہ دوڑ میں جیتنے والا گھوڑا یہ نہیں جانتا کہ کامیابی کیا چیز ہے یا کس چیز کا نام ہے؟ وہ اس لیے دوڑتا ہے صرف اپنے مالک کی طرف سے ملنے والی تکلیف کی وجہ سے۔ جب کبھی بھی تم خود کو تکلیف میں پاؤ تو سمجھ جانا کہ تمہارا مالک چاہتا ہے کہ جیت تمہاری ہو۔ ذیل میں بیماری اور معذوری کے متعلق اسلام کا کیا تصور ہے؟ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ذکر کیا جائے گا۔

بیماری اور معذوری بطور آزمائش

بیماری اور معذوری انسان کی زندگی میں کسوٹی کی طرح ہوتی ہیں۔ بیماری اور معذوری کی وجہ سے انسان کو تکلیف اور رنج کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بیماری اور معذوری کی حالت میں انسان کو تکلیف، درد، اضطراب، اور ناامیدی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ یہ حالات انسان کو اس بات کا احساس دلاتی ہیں کہ وہ معمولی طریقے سے زندگی نہیں گزار سکتا۔ انسان کو یہ یقین کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات کو دیکھ رہا ہے اور ان کا امتحان لے رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی، انسان کو آسودگی، رحمت، وظیفت نبوی، اور آخرت میں جزا کا بھی وعدہ ملتا ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ہر شخص کو ترقی کی منازل طے کرنے کے لیے اسے مختلف طرح کی آزمائشوں سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ دنیا میں کسی بھی کامیابی کا حصول آزمائش کے بغیر ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ انسان کو عارضی بیماری یا معذوری میں آزما کر لامحدود اور نہ ختم ہونے والی نعمتوں سے نوازنا چاہتا ہے۔ اس فکر کو قرآن مجید کی متعدد آیات سے تقویت ملتی ہے جن سے یہ تصور ابھر کر سامنے آتا ہے کہ تم نے یہ گمان کیسے کر لیا کہ مشکل گھڑی میں پڑے بغیر تم کو فلاں فلاں نعمت حاصل ہو جائے گی یا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے مستحق ہو جاؤ گے؟ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آزمائشوں کی نوعیت کس طرح کی ہو گی جن سے انسان کو آزمایا جا سکتا ہے؟ اس کے جواب میں ارشاد ربانی ہے:

وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِؕ-وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ [3]

اور ہم ضرور تمہیں کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو۔

یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ زندگی آزمائشوں سے بھرا سفر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ہر قدم پر آزمائش میں ڈالتا ہے۔ یہ امتحانات بیماری، جان ومال کے نقصان، دشمنوں کے خوف، ناکامیوں، آفات اور نئی آزمائشوں کی صورت میں آ سکتے ہیں۔ ایمان اور دین کے پیغام کو پھیلانے کا راستہ، خاص طور پر، ایک ایسا راستہ ہے جس کی نشان دہی مسلسل آزمائشوں سے ہوتی ہے۔ ان آزمائشوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ فرمانبرداروں اور نافرمانوں، اللہ سے مخلص محبت کرنے والوں اور صرف محبت کے دعوے کرنے والوں میں فرق کرتا ہے۔ ان امتحانوں سے ہی ہمارا حقیقی کردار، لگن اور ثابت قدمی ظاہر ہوتی ہے۔ آزمائشیں ہمارے ایمان کی تزکیہ، نشوونما اور مضبوطی کا ذریعہ ہیں۔

مصیبت کے وقت، فرمانبردار ثابت قدم رہتے ہیں، اللہ کی ہدایت پر بھروسہ کرتے ہیں اور اس کی مدد چاہتے ہیں۔ وہ صبر، شکر اور اللہ پر بھروسہ کا مظاہرہ کرتے ہیں، یہ جانتے ہوئے کہ وہ سکون اور راحت کا حتمی ذریعہ ہے۔ دوسری طرف، جو لوگ نافرمان ہیں یا اللہ کے لیے اپنی محبت میں گستاخ ہیں وہ آزمائشوں اور چیلنجوں کا سامنا کرنے پر ناکام ہو سکتے ہیں یا منہ موڑ سکتے ہیں۔ اس لیے مومنین کے لیے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آزمائشیں اور امتحانات زندگی کا ایک فطری حصہ ہیں۔ انہیں ان امتحانات کو ترقی کے مواقع، خود پر غور کرنے اور اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو مضبوط کرنے کا ذریعہ سمجھنا چاہیے۔ ثابت قدم اور فرمانبردار رہ کر، اور سچی محبت اور عقیدت کا مظاہرہ کرنے سے، مومن زندگی کی آزمائشوں سے گزر سکتے ہیں اور اپنے خالق کے زیادہ مضبوط اور قریب ہو سکتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام، اولیاء اور صوفیائے کرام بیماری اور معذوری کو رحمت الٰہی کے ذرائع میں سے ایک ذریعہ اور مدارج کی بلندی کا زینہ قرار دیتے ہیں۔ تصوف اور مدارج السالکین کی کتب کے مطالعے سے ایسے واقعات بکثرت ملتے ہیں جن سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر کوئی مرید بیماری یا معذوری میں مبتلا نہ ہوا ہو تو اس کے مرشد نے اس کی مدارج کی ترقی اور اس کے کمالات میں شک کیا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جب کوئی مسلمان مصیبت، تکلیف، رنج وغم اور دکھ میں مبتلا ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔" ۔[4]

مسلمان اپنی زندگی میں مختلف قسم کے درد، تکلیف، پریشانی اور غم کا سامنا کرسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس قدر مہربان ہے کہ اگر انہیں کوئی کانٹا بھی چبھ جائے تو وہ ان کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے جو وہ برداشت کرتے ہیں۔ یہ بیان اس الہٰی شفقت اور رحمت پر زور دیتا ہے جو اللہ اپنے بندوں پر پھیلاتا ہے۔

یہاں یہ خیال بیان کیا گیا ہے کہ جب ایک مسلمان کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، خواہ وہ جسمانی، جذباتی یا روحانی نوعیت کے ہوں، یہ اس کے گناہوں کو پاک کرنے اور ان کے روحانی درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ بنتا ہے۔ ایک مسلمان کو درپیش ہر آزمائش اور مصیبت ان کے لیے اللہ کا قرب حاصل کرنے، اس کی طرف رجوع کرنے اور صبر و استقامت کا مظاہرہ کرنے کا موقع بن جاتی ہے۔

درد اور تکلیف کے عالم میں، مسلمانوں کو اس یقین کے ساتھ تسلی حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے کہ اللہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا، بخشنے والا ہے۔ انہیں یاد دلایا جاتا ہے کہ ان کی آزمائشیں اور مشقتیں رائیگاں نہیں جاتیں بلکہ روحانی ترقی اور اللہ کے قرب کی طرف ان کے سفر کا ایک بڑا مقصد ہوتا ہے۔

یہ نقطہ نظر مسلمانوں کو تسلی اور یقین دلاتا ہے، انہیں یاد دلاتا ہے کہ ان کی تکلیف بے معنی نہیں ہے۔ بلکہ یہ ان کے گناہوں کا کفارہ، ان کے ایمان کو مضبوط کرنے اور اللہ کی رضا اور بخشش حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔ یہ مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ وہ ثابت قدم رہیں، صبر کریں، اور اللہ کی رحمت پر بھروسہ کریں اور اپنی مشکلات کو روحانی بلندی اور ترقی کے مواقع کے طور پر دیکھیں۔ یہ درجات نہ صرف دنیوی ہوتے ہیں بلکہ ابدی ہوتے ہیں۔ حدیث نبوی ہے:

> انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندوں میں سے کسی کو اس کی دو پیاری چیزیں چھین کر آزماتا ہوں، تو وہ ہوتا ہے۔ صبر اگر وہ اپنا ہاتھ نہ چھوڑے تو میں ان کے بدلے میں اسے جنت دوں گا۔ یہ دو پیاری چیزیں آنکھیں ہیں۔"[5]

اور دوسری روایت اعضاء سلب ہونے کے حوالے سے عموم پر دلالت کرتی ہے۔ جس سے مراد ہے کوئی بھی دو اعضاء یا ایک عضو جو دو کے قائم مقام ہے کسی وجہ سے ضائع ہو جائے یا اس کی صلاحیت سلب ہو جائے۔ اس آزمائش پر صبر کرنے سے انسان جنت کا مستحق ٹھہرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

> حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ دو بہترین چیزوں (آنکھیں، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ) سے معذور ہوا اور اس نے ان دونوں پر صبر کیا اور ان دونوں کی معذوری پر اللہ کی حمد وثناء بیان کی تو اس شخص کا ثواب جنت ہی ہے۔[6]

قرآن وسنت کے نصوص کے مطابق یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انسانوں خصوصاً مومنوں کو بیماری، معذوری، مال واسباب کے نقصان اور عزیز واقارب کی موت کے ذریعے بھی آزماتا ہے۔ ان ٹیسٹوں کا مقصد افراد کے ایمان کا اندازہ لگانا ہے، یہ دیکھنے کے لیے کہ وہ مصیبتوں اور مشکلات کا کیا جواب دیتے ہیں۔ مختلف قسم کی آزمائشیں اور آزمائشیں مومنوں اور کافروں میں فرق کرتی ہیں۔ یہ واضح ہے کہ بیماری اور معذوری گناہوں کی سزا کا نتیجہ نہیں ہے۔

یہ سمجھنا ضروری ہے کہ آزمائشیں اور مصیبتیں صرف گناہوں کی سزا کے تصور پر مبنی نہیں ہیں۔ بلکہ، یہ افراد کے ایمان کو پاک کرنے اور مضبوط کرنے کے لیے امتحان کے طور پر کام کرتے ہیں۔ وہ مومنوں کو اپنے صبر، اللہ پر بھروسہ، اور اس کی رہنمائی پر بھروسہ کرنے کا موقع فراہم کرتے ہیں۔ ان امتحانات کے ذریعے ہی لوگ اپنے کردار کی نشوونما اور اللہ کے ساتھ اپنے تعلق کو گہرا کرنے کے قابل ہوتے ہیں۔ اگرچہ آزمائشیں اور مشکلات مشکل ہو سکتی ہیں، وہ ترقی اور روحانی ترقی کے مواقع بھی ہیں۔ مومنوں کو حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ صبر کے ساتھ ان مشکلات کا مقابلہ کریں، ثواب اور اللہ کی رضا کے لیے۔ ایسا کر کے وہ مصیبت کے وقت اپنی ثابت قدمی اور ایمان کا ثبوت دیتے ہیں۔

مجموعی طور پر، یہ خیال کرنا غلط ہے کہ بیماری، معذوری، یا کسی بھی قسم کی سختی صرف گناہوں کی سزا کا نتیجہ ہے۔ اس کے بجائے، وہ مومنوں کے ایمان اور کردار کی جانچ اور تزکیہ کے ذریعہ کام کرتے ہیں۔ ان چیلنجوں کا مقابلہ صبر، اللہ پر بھروسہ، اور اس کی رحمت اور رہنمائی کے حصول کے ساتھ کرنا ضروری ہے۔

بیماری اور معذوری ذریعہ خیر وفلاحِ آخرت

اسلام دین حنیف (خالص توحید) اور دین فطرت ہے۔ اور یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں۔ اس کے تمام اصول و قوانین فطرتِ فطرت کے مطابق ہیں۔ یہ اسلام کی تعلیمات کا حصہ ہے کہ ضروری نہیں کہ کسی شخص کو جو بیماری یا معذوری لاحق ہو وہ عذاب الٰہی ہو، بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہے اور آخرت میں فضل، برکت اور کامیابی کا ذریعہ ہے۔ مومن کو دنیا میں پہنچنے والی کوئی بھی تکلیف آخرت میں ملنے والے عذاب کو ٹال دیتی ہے اور درجات کی بلندی کا ذریعہ بنتی ہے۔ اللہ آپ کو اس معلومات کا اجر عطا فرمائے۔

مومن کو دنیا میں جو بھی مشکل پیش آتی ہے اس سے وہ متاثر ہوتا ہے جو آخرت کے عذاب کو دور کرنے اور آسمانی درجات کو بلند کرنے کا ذریعہ ہے۔ اس طرح مشکلات خدا تعالیٰ کی رحمت اور برکت حاصل کرنے کے مواقع میں بدل جاتی ہیں اور مومن کی دنیوی اور روحانی زندگی پر مثبت اثرات مرتب کرتی ہیں۔

CC BY

اس طرح، اسلام ہمیں زندگی میں پیش آنے والے چیلنجوں اور مصیبتوں کو مثبت انداز میں دیکھنے اور انہیں روحانی ترقی اور ترقی کے مواقع کے طور پر دیکھنے کا درس دیتا ہے۔ ان مشکلات کو اسلامی نقطہ نظر سے دیکھنے سے ہمیں صبر کرنے، صبر کرنے اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنے میں مدد ملتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی اس صلاحیت پر خود اطمینان اور اعتماد میں اضافہ ہوتا ہے جو ہمیں دنیا اور آخرت میں کامیابی اور خوشحالی عطا کرتا ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:۔

من يرد الله به خيرا يصب منه [7]

اللہ تعالیٰ جس سے بھلائی اور خیر خواہی کا ارادہ کرتا ہے اسے کسی تکلیف سے دوچار کرتا ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جب کسی متکبر، سرکش اور گمراہ شخص کو کوئی بیماری یا مشکل پیش آتی ہے تو وہ بیماری ان کے مزاج کو نرم کر دیتی ہے اور ان کی زبان اللہ کے ذکر کی طرف مائل ہو جاتی ہے جبکہ ان کا دل اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاتا ہے۔ تاہم، جب نتیجہ ناموافق ہو جاتا ہے، تو وہ شخص اپنے اعمال پر غور نہیں کرتا۔ اس کے بجائے، وہ اللہ کی نعمتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے شکایتیں اور شکایتیں کرنے لگتے ہیں، اور ان کا رویہ اچانک بدل جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

وَ اِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَ نَا بِجَانِبِهٖ ۚوَ اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِیْضٍ [8]

اور جب ہم کسی شخص پر احسان کرتے ہیں تو وہ منہ پھیر لیتا ہے اور کروٹ بدل لیتا ہے اور جب اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ خوب لمبی دعائیں (مانگنے والا) بن جاتا ہے۔

جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کو کسی بیماری یا معذوری میں مبتلا کرتا ہے تو وہ اس پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو کر اس کے لیے اخروی انعامات کا اعلان کرتا ہے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

عن عطاء بن يسار ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال اذا مرض العبد بعث الله تعالى اليه ملكين فقال انظرا ماذا يقول لعوده فان هو اذا جاءه حمد الله و اثنى عليه رفعا ذلك الى الله عز وجل وهو اعلم فيقول لعبدى على ان توفيته ان ادخله الجنة و ان انا شفيته ان ابدل له لحماودما خيرا من دمه وانا اكفر عنه سيئته

9

ترجمہ: حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی شخص بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے، ان فرشتوں کو حکم دیا جاتا ہے کہ دیکھو کہ بیمار کیا کہتا ہے۔ جو اس کی دیکھ بھال کر رہے ہیں اگر بیمار شخص بیماری میں مبتلا ہونے کے باوجود اللہ کی حمد و ثناء کر رہا ہے تو یہ فرشتے اللہ کی طرف خبر لے کر لوٹتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ خود اس صورت حال سے باخبر ہے، اللہ تعالیٰ اعلان فرماتا ہے کہ "اگر میں اسے موت سے دوچار کروں گا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا، اور اگر میں اسے شفا بخشوں گا تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے اور اس کے خون کو بہتر خون سے بدل دوں گا۔ میں اس کے گناہ معاف کر دوں گا۔"

یہ حدیث بیماری اور مشکل کے وقت بھی مثبت رویہ رکھنے اور اللہ کا شکر ادا کرنے کی اہمیت پر زور دیتی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیمار شخص کا ردعمل، ان کا ایمان، اور اللہ کے لیے ان کی تعریف اور شکر گزاری کے الفاظ ان کی روحانی حیثیت اور حتمی اجر پر نمایاں اثر ڈال سکتے ہیں۔ مذکور بالا آیات اور احادیث سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ کوئی بھی بیماری اور معذوری عتاب خداوندی پر دلالت نہیں کرتی ہے بلکہ اس کو معذوری اور بیماری کی آزمائش سے دوچار کرکے مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ بیماری اور معذوری کے عالم میں اپنے خالق حقیقی کا شکر گزار بن کر حقیقی فلاح کا مستحق بنتا ہے یا حالت بیماری میں کفرانہ اور ناشکری کے کلمات کہہ کر انعاماتِ خداوندی سے ہاتھ دھونے کے ساتھ ساتھ اخروی سزا کا مستحق ٹھہرتا ہے۔

بیماری اور معذوری پر صبر جنت میں ٹھکانہ

بیماری یا معذوری کو اللہ کی طرف سے عذاب تصور کرنا غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کبھی بھی بیماری یا معذوری کو عذاب کی شکل میں نازل نہیں فرماتا ہے۔ بلکہ یہ زندگی کے مختلف حقائق اور مصائب کا حصہ ہیں جو انسان کو آزماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق، یہ دنیا میں موجود مختلف امتحانات ہیں جو انسان کے آزمائشی میدان کا حصہ بنتے ہیں۔ بیماری اور معذوری، صبر، شکر، توبہ، توحید، ہمدردی، امتحان وغیرہ کے ذریعے انسان کو آزماتے ہیں اور ان کے ذریعے انسان کی تزکیہ و ترقی کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ بیماری اور معذوری کے ساتھ صبر کرنا اور اللہ کی رحمت میں بھرپور طور پر امید رکھنا، ایمانی تقویٰ کی علامت ہیں۔ بعض ناعاقبت اندیش لوگ بیماری اور معذوری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب کا پیش خیمہ اور جو افراد اس میں مبتلا ہوتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ کی لعنت تصور کرتے ہیں۔ حقیقت میں ان کے یہ خیالات اور تصورات جہالت اور نادانی پر مبنی ہیں۔ اگر کوئی مومن مرد اور عورت رجوعِ الٰہی کے ساتھ ساتھ اس پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کا ٹھکانہ جنت میں بنا دیتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ کے فرمان سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

حدثنا عطاء بن ابی رباح قال قال لی ابن عباس الا اریک امراة من اھل الجنة قلت بلی قال ھذہ امراة سوداء اتت النبي ﷺ قالت اني اصرع واني اتکشف فادع الله لي قال ان شئت صبرت ولك الجنة وان شئت دعوت الله ان یعافیک قالت اصبر قالت فانی اتکشف فادع الله ان لا اتکشف فدعا لها [10]

حضرت عطاء بن رباح ہم سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں جس میں ہے کہ مجھ سے حضرت عبد اللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں جنت کی ایک عورت دکھاؤں؟ میں نے پوچھا کیوں نہیں؟ اس نے کہا کہ اس عورت کو دیکھو جس کی جلد سیاہ ہے۔ یہ عورت ایک دفعہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ مجھے دورے پڑتے ہیں اور کبھی کبھی میرے کپڑے بھی پراگندہ ہو جاتے ہیں، لہٰذا آپ اللہ سے میری صحت کے لیے دعا کریں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نصیحت کی، "اگر تم چاہو تو صبر کرو، اس کے بدلے میں تمہیں جنت مل جائے گی، اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے تمہاری صحت کی دعا کر سکتا ہوں۔" عورت نے جواب دیا کہ میں صبر کروں گی۔ اس کے بعد عورت نے کہا لیکن اللہ سے دعا کریں کہ میرے دورے میری حیا کو متاثر نہ کریں۔ اس کی درخواست کے جواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے اللہ سے دعا کی۔

اس موقع پر، علاج کے ساتھ دعا کرنے کے علاوہ، آپ ﷺ دوسرے مریضوں کے لئے بھی دعا کر رہے تھے۔ اس عورت کے سامنے ایک آدمی کو ضرب لگا تھا اور وہ صحتیاب ہو گیا تھا۔ یہ سیاہ فام عورت کا نام ام زفر حبشیہ تھا، جو حضرت خدیجہ الکبری کے بال سنوارتی تھی اور اونچے قد کی مالک تھی۔ جب اس نے زبانِ نبوت سے بیماری پر صبر کرنے پر جنت کی بشارت سنی، تو اس نے اس موقع کو غنیمت سمجھا اور بیماری کو صحت پر فوقیت دی۔ اگرچہ آپ ﷺ اس عورت کی بیماری کے لیے دعا کر دیتے تو اللہ تعالیٰ اس کو صحت یاب فرما دیتا۔

آپ کا یہ بھی عمل تھا کہ ان کے پاس خصوصی (معذور) افراد میں سے کوئی آتا اور آپ ﷺ سے بیماری یا معذوری سے چھٹکارہ پانے کی دعا منگواتا تو آپ ﷺ پہلی بات تو یہ تھی کہ اس کو بیماری یا معذوری پر صبر کی تلقین فرماتے۔ مگر کسی خصوصی فرد کے اصرار پر اس کے لیے دعا بھی کر دیتے تھے جو اس کے لیے بہتر ہوتی تھی یا ان کو دعا سکھلا دیتے جو اس کے لیے شفاء اور رحمت خداوندی کا باعث ہوتی تھی۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبي صلى الله علیه وسلم فقال ادع الله ان یعافینی: فقال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعه قال فامرہ ان یتوضا فیحسن وضوءہ ویدعوا بهذا الدعاء اللهم انی اسالک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبي الرحمة اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللهم فشفعه في [11]

حضرت عثمان بن حنیف سے مروی ہے کہ متاثرہ بصارت شخص نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور کہا کہ آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شفاء عطا فرمادے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر تو چاہتا ہے تو میں تیرے لیے دعا کر دیتا ہوں اور اگر تو صبر کر لے تو تیرے لیے بہتر ہے تو اس شخص نے کہا کہ آپ میرے لیے دعا ہی کر دیں تو آپ ﷺ نے اس شخص سے کہا کہ وہ بہترین انداز میں وضو کرے اور یہ دعا کرے۔ (اللهم انی اسالک و اتوجه الیک بنبیک محمد نبي الرحمة اني توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللهم فشفعه في)

اسلامی تعلیمات کے مطابق کسی مرض یا کسی عضو کے ضائع ہو جانے کی صورت میں، صرف صبر ہی ایسا طریقہ ہے جس کی بدولت کوئی بھی انسان غم، تکلیف اور صدمہ پر فوری طور پر قابو پا سکتا ہے اور معاشرے کے دیگر عام افراد کی طرح زندگی گزار سکتا ہے۔ اسی طرح اگر وہ اس حالت میں بھی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہے تو اس کے لئے دنیا میں بھی نعمتیں اور نوازشیں ہیں اور آخرت میں بھی اس آزمائش پر صبر کی جزا جنت قرار دی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

عن العرباض بن سارية ان النبي ﷺ قال اذا سلبت من عبد كريمته وهو بهما صابر لم ارض له بهما ثوابا دون الجنة اذا حمد عليهما [12]

حضرت عرباض بن ساریہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ دو بہترین چیزوں (آنکھوں، کان، ہاتھ اور پاؤں وغیرہ) سے معذور ہوا اور اس نے ان دونوں پر صبر کیا اور ان دونوں کی معذوری پر اللہ کی حمد و ثناء بیان کی تو اس شخص کا ثواب جنت ہی ہے۔

حقیقی صبر وہ ہوتا ہے کہ جب کسی شخص کو کوئی صدمہ، غم اور پریشانی آتی ہے، تو وہ اپنی زبان سے آہ وزاری کے لفظوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ صبر کا مطلب یہ نہیں کہ وہ جی بھر کر روئے اور افسردہ ہو جائے، پھر کہے "میں نے صبر کیا" کیونکہ وقت گزرنے کے ساتھ صبر کمزور ہوتا ہے۔ لیکن بعض اوقات، اس شخص کا معاشرتی دائرہ بہت دور ہو جاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ معاشرتی تنظیم میں تناسب نہیں رکھ پاتا۔ اس طرح کا صبر، جس کی جزا جنت ہے، صدمے کی پیشانی یا دکھ و درد کے آغاز میں ہوتا ہے۔ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

عن ابي امامة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال يقول الله سبحانه ابن آدم ان صبرت و احتسبت عند الصدمة الاولى لم ارض لك ثوابا دون الجنة [13]

حضرت ابوامامہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! اگر تم صدمے کے آغاز میں صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو اللہ تعالیٰ تجھے جنت سے کم پر راضی نہیں کرے گا۔

CC BY

جیسے جیسے وقت گزرتا ہے، انسان اپنے دکھ بھول کر آگے بڑھنے لگتا ہے۔ تاہم، جب کسی بیماری، معذوری، یا چوٹ کی بات آتی ہے، تو شروع سے ہی ان پر قابو پانا افراد کو مزید مضبوط ہونے اور پیدا ہونے والی اضافی مشکلات اور پیچیدگیوں پر قابو پانے کی ہمت دیتا ہے۔ یہ ایک سچائی ہے جس کا ادراک ان لوگوں نے کیا ہے جنہوں نے مختلف قسم کی چوٹوں، مشکلات اور بدقسمتیوں میں صبر کرنا سیکھا ہے۔ انہوں نے جان لیا ہے کہ مشکلات کو برداشت کرنے اور ثابت قدم رہنے سے، وہ مشکل حالات سے نکلنے اور پریشانیوں اور پیچیدگیوں کی گرفت سے بچنے کے قابل ہوتے ہیں۔ یہ احساس زندگی میں حاصل کی گئی ایک اہم مہارت ہے۔ یہ افراد کو سکھاتا ہے کہ صبر کے ذریعے، وہ مؤثر طریقے سے مشکلات سے گزر سکتے ہیں، بالآخر زیادہ لچکدار اور اپنے راستے میں آنے والی مصیبتوں سے نمٹنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ بات حقیقت ہے جس نے مختلف طرح کے صدمات، پریشانیوں اور مصیبتوں پر صبر کرنے کا فن سیکھ لیا تو اس نے زندگی کا سب سے بڑا ہنر سیکھ لیا۔

بیماری اور معذوری ذریعہ رحمت خداوندی

اسلام کی تعلیمات کے مطابق، بیماری اور معذوری چاہے وہ کسی قسم کی بھی ہو، جنت کی حصول اور خداوندی رحمت کے لئے خاص ذریعے ہیں۔ یہ خصوصی افراد کو ان کے اخروی اور مستقل زندگی میں آرام وراحت کا سبب بناتی ہیں۔ اب اس پر منحصر ہے کہ انسان وقوع پذیر آزمائشوں پر صبر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے۔ اگر وہ اس حالت میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کو یاد کرتے ہوئے شکریہ ادا کرتا ہے، تو معذوری اور بیماری اس کے لئے رحمت ثابت ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کے درجات کو بلند کرتے جاتے ہیں۔ ایک دیگر نبوی فرمان میں بیان کیا گیا ہے کہ بعض اوقات انسان کی مصروفیت، مرض یا دیگر عذر کی وجہ سے، اس کے لئے درجات کی بلندی درج کی جاتی ہے۔ ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے:

اذا كان العبد يعمل عملا صالحا فشغله عنه مرض او سفركتب له كصالح ما كان يعمل وهو صحيح مقيم [14]

جب کوئی بندہ نیک عمل کیا کرتا ہے پھر کسی وجہ سے اس کام سے رک جاتا ہے جیسے بیماری یا سفر تو اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جاتا ہے جیسے کہ وہ اچھی حالت میں عمل کیا کرتا تھا صحت اور مقیم ہونے کی صورت میں۔

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ وقتی معذوری اور بیماری پر اعمال اور معاملات میں کمی نہیں ہوتی، بلکہ اس کیلئے بڑے اجر و ثواب کی خوشخبری ہوتی ہے۔ جب انسان بیمار یا معذور ہوتا ہے اور اپنی عبادات اور معاملات کو مناسب طریقے سے ادا نہیں کر سکتا، تو اس کے اعمال کم نہیں ہوتے بلکہ اس کی مشغولیت بھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا باعث بنتی ہے۔ اس وقتی بیماری اور معذوری پر اجر و ثواب اور اللہ کی رحمت کا حقدار ہونے کا احساس کرنا انسان کے لئے بہت اہم ہے۔

اس حدیث سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ بیماری اور معذوری کا انسانی ذہن پر بہت بڑا اثر ہوتا ہے اور یہ اس کی قدرت اور کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ انسان کے عقل و فہم کی حدود میں یہ نہیں کہہ سکتے کہ کون سی بیماری یا معذوری مستحق اجر و ثواب اور رحمت خداوندی ہوتی ہے۔ ہم صرف اللہ تعالیٰ کی عظمت اور قدرت کے سامنے ناقابل تحمل ہیں کہ وہ بے حساب اور بے نیاز ہوتا ہے۔ انسان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ جب وہ اپنی ضعف اور کمزوری کو محسوس کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے اجر و ثواب و رحمت کی قدرت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کرنا اہم ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کے بنیادی صفات کا علم حاصل کریں اور ان کی رحمت اور عنایات پر ایمان رکھیں۔ نیز اگر اس وقتی بیماری اور معذوری پر یہ اجر و ثواب اور رحمت خداوندی کا حقدار کہلا سکتا ہے تو اس بنا پر ناقص العقل انسان کس طرح اندازہ لگا سکے گا کہ مستقل نوعیت کی معذوری اور بیماری پر کس قدر اجر و ثواب اور رحمت اور عنایات خداوندی کا مستحق قرار پائے گا۔ اس بات کا اندازہ لگانا ناممکن معلوم ہوتا ہے۔

بیماری اور معذوری گناہوں کا کفارہ

بیماری یا معذوری کو دینی تعلیمات کے تناظر میں دیکھنے کے لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ اسلام میں بیماریوں اور مصیبتوں کو گناہوں کے کفارہ کا ذریعہ تصور کیا جاتا ہے۔ اسلام کی تعلیمات میں بیماریوں اور مشکلات کو امتحانی موقع یا پریشانی کا باعث تصور کیا جاتا ہے جس پر صبر کرنے کی توصیف کی جاتی ہے۔ اسلام میں گناہوں کا کفارہ اور توبہ کے مفہوم کی بات کی جاتی ہے۔ جب انسان اپنے گناہوں کا احساس کرتا ہے اور ان پر ندامت کرتا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے اور مغفرت کی درخواست کرتا ہے۔ اگر بیماری یا معذوری اس توبہ اور ندامت کا ایک وسیع سبب ہوتی ہے تو یہ انسان کے گناہوں کی توبہ کا بھی حصہ بنتی ہے۔ البتہ یہ انسانی معاشرتی تصورات سے مختلف ہوتا ہے جہاں بیماری اور مشکلات کو گناہوں کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔

نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمانوں میں بھی بیان کیا گیا ہے کہ صبر کرنے والے مسلمان کی ہر مصیبت اور پریشانی اس کے گناہوں کے کفارہ کا حصہ بنتی ہے۔ یہاں مراد ایک صابر مسلمان کی صفات اور تعلیمات کی بات کی جارہی ہے جو اسلام میں اہم ہیں۔ اسلام ہمیں مشکلات اور پریشانیوں کو گناہوں کا کفارہ نہیں سمجھنے بلکہ صبر کرنے کی تربیت دیتا ہے اور ان کو امتحانی موقع قرار دیتا ہے۔ بیماری یا معذوری میں آزمائش کو دین کی تعلیمات کے تناظر دیکھا جائے تو یہ آزمائش اس کے لیے اس کے گناہوں کا کفارہ قرار پاتی ہے۔ معاشرے میں عام تصور یہ ہے کہ بیماری اور معذوری انسان سے سرزرد ہونے والے گناہوں کا نتیجہ ہے بلکہ حقیقت میں انسان کے گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔ اس بات کی تائید نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے فرمان سے بھی ہوتی ہے جس میں ہر طرح کی پریشانی کو گناہوں کا کفارہ قرار دیا ہے۔ ارشاد نبوی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہے:

ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا هم ولا حزن ولا اذی ولا غم حتی الشوکة یشاکها الا کفر الله بها خطایاه [15]

مسلمان جب بھی کسی تھکاوٹ، بیماری، فکر، رنج وملال، تکلیف اور غم سے دوچار ہوتا ہے یہاں تک کہ اگر اسے کوئی کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالی اس کی وجہ سے گناہوں کو معاف فرمادیتا ہے۔

اس حدیث میں یہ بتایا گیا ہے اگر انسان کی کم سے کم تکلیف اس کے گناہوں کا کفارہ بن سکتی ہے تو اس کی مستقل نوعیت کی بیماری اور معذوری انسان کے لیے کس قدر کفارہ بن جائے گی۔ زمانہ نبوی ﷺ میں ایک شخص فوت ہوا تو کسی نے اس موقع پر کہا اس نے کیسی اچھی موت پائی ہے کہ بیمار بھی نہیں ہوا اور فوت ہو گیا۔ تو آپ ﷺ نے اس آدمی کی بات سن کر جوابًا ارشاد فرمایا:

ویحک و ما یردك لو ان الله ابتلاه بمرض یکفر عنه سیئته [16]

تم پر افسوس ہے تمہیں کیا معلوم اگر اللہ تعالی کسی بندے کو کسی مرض میں مبتلا کرتا ہے تو اس کے بدلے اس کے گناہ معاف فرمادیتا ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے وہ شخص کسی تکلیف ومصیب، بیماری اور معذوری کے بغیر حالتِ صحت میں فوت ہوا تھا تو اہل عرب کے ہاں یہ خوش قسمتی سمجھا جاتا ہو گا اور بیماری اور معذوری کو بد بختی اور اس کے گناہوں کا نتیجہ سمجھا جاتا ہو گا تب ہی تو اس شخص نے بڑی فرحت اور خوشی کے ساتھ اس بات کا اظہار کیا تھا کہ وہ حالت صحت میں انتقال کر گیا ہے۔

اسی طرح بیماری، رنج والم اور معذوری وغیرہ کی نوعیت کیسی بھی ہو تو اس کی برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔ حقیت میں انسان بیماری اور معذوری کو برا بھلا نہیں کہتا بلکہ اس کے نازل کرنے والے کا گلہ اور شکوہ کر رہا ہوتا ہے جیسا کہ ایک آپ ﷺ کے سامنے بخار کا تذکرہ کیا گیا تو ایک شخص نے اس بخار کو برا کہا تو آپ ﷺ نے اس پر ارشاد فرمایا

لا تسبها فانها تنقی الذنوب کما تنقی النار خبث الحدید [17]

بخار کو برا نہ کہو کہ یہ گناہوں کو اس طرح پاک کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا زنگ اتار دیتی ہے۔

اس روایت سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ جس طرح لوہے پر زنگ اور میل جھیل جم جاتی ہے۔ اس کے زنگ اور میل کچیل اتارنے کے لیے آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ اسی طرح جب انسان گناہوں کی دلدل میں پھنستا چلا جاتا ہے تو اللہ تعالی کی غفور رحیم ذات مختلف طرح کی بیماریوں کے ذریعے انسانوں کو گناہوں سے پاکیزگی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ تا کہ انسان اس حالت میں اللہ تعالی کی طرف رجوع کرے۔ اپنی زندگی کا از سر نو جائزہ لے کر اخروی زندگی کو جنت گلزار میں تبدیل کرلے۔

اس مضمون سے متعلق متعدد روایات کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے یہ پتا چلتا ہے کہ بیماری اور معذوری کے نتیجے میں گناہوں پر اللہ تعالیٰ معافی کا قلم پھیر دیتا ہے اور انسان گناہوں سے پاک صاف ہو جاتا ہے۔ بیماری اور معذوری کی صورت میں ہی انسان کے اندر اکثر اوقات حقیقی تبدیلی بھی واقع ہو جاتی ہے جس سے انسان میں عجز وانکساری، خوف الہی اور آخرت کی طرف لوٹنے کا خیال بھی پیدا ہو جاتا ہے۔ ہمارے لیے بہتر یہی ہے کہ ہم صحت کے ایام کو بیماری سے پہلے پہل ہی غنیمت جان لیں اور اپنی آخرت کو سنوار لیں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

نعمتان مغبون فیهما کثیر من الناس الصحة والفراغ [18]

دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ غفلت کر جاتے ہیں ایک صحت اور دوسرا فراغت کے اوقات۔

خلاصہ کلام

حاصل گفتگو یہ ہے کہ بیماری اور معذوری سے کسی شخص کی آزمائش ہیں، وہ شخص اس وقت لڑ سکتا ہے اور اپنی زندگی کے دیگر کاموں کو بخوبی سرانجام دے سکتا ہے جب وہ بیماری یا معذوری کے ساتھ منسلک رہتے ہوئے موجودہ معاشرے سے نعمتوں کو اچھی طرح سمجھتا ہو۔ جب کوئی شخص بیماری یا معذوری سے متاثر ہوتا ہے، تو اس کی آزمائش کے ذریعے دوسرے افراد بھی اس کی آزمائش میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ آزمائش وہاں تک پہنچتی ہے کہ انسانیت کا معیار کیا ہے؟ آیا کہ بیماری میں مبتلا شخص کی حوصلہ افزائی کرتی ہے یا اس کے دکھ و درد میں مزید اضافہ کرتی ہے۔

بیماری اور معذوری میں مبتلا شخص کو معاشرے کے افراد کی مدد اور حمایت سے بہت فائدہ پہنچتا ہے۔ وہ لوگ اس شخص کی تکلیف کو تقسیم کرتے ہیں، خیراتی کلمات یا دیگر طریقوں سے اس کو سہارا دیتے ہیں۔ کبھی کبھار یہ حمایت انتہائی مثبت اثر انداز ہوتی ہے اور مریض کو امید اور ارادہ مل جاتا ہے کہ وہ بیماری یا معذوری کو ہر پیمانے سے قابو کر سکتا ہے۔ یہ شخص زندگی کو مزید جینے کا ارادہ کرتا ہے اور معاشرے میں مفید کاموں کو شروع کرتا ہے۔ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروقت استعمال کرتے ہوئے معاشرے کی خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

بیشمار شخصیات کی تاریخ گواہی دیتی ہے کہ وہ بیماری یا معذوری کے باوجود اپنی زندگی کو بے تعین معاملات پر متاثر نہ ہونے دیتے رہے ہیں۔ انہوں نے بیماری یا معذوری کے باوجود ایسی عملی کارروائیاں اور خدمات کیں ہیں جو صحیح العقل و جسم والے افراد بھی قاصر رہے۔ ان کارناموں اور خدمات سے ماضی اور حال کے علماء وفضلاء اور مختلف علوم کے ماہرین نفع حاصل کرتے رہے ہیں اور آنے والے وقت میں بھی ان کی تحقیقات، تصنیفات اور تجارب سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

---

[1] القرآن الکریم، پارہ 17، سورۃ الانبیاء، آیت 35

CC BY

The Quran, Part 17, Surah Al-Anbiya, Verse 35

2 تفسیر خازن، سورۃ الانبیاء، آیت 35، 3/276

Tafsir Khazin, Surah Al-Anbiya, Ayah 35, 3/276

3 القرآن الکریم، پارہ 2، سورۃ البقرۃ، آیت 155

The Quran, Part 2, Surah Al-Baqarah, Verse 155

4 جامع صحیح البخاری، کتاب المرضی، باب ماجاء فی کفارۃ المرض رقم الحدیث:۱۲۳۴

Sahih Bukhari, Kitab al-Maradhi, Bab ma jaa fi kafarat al-marad, Raqam al-Hadith: 1234

5 جامع صحیح البخاری کتاب المرضی باب فضل من ذھب بصرہ، حدیث رقم:5653

Sahih Bukhari, Kitab al-Maradhi, Bab Fazl min zahaba basarah, Hadith Raqam: 5653

6 العجم الکبیر، الطبراني، رقم الحدیث:۱۵۳۳۳

Al-Ajam Al-Kabeer, At-Tabrani, Raqam al-Hadith: 15333

7 جامع صحیح البخاری کتاب المرضی باب شدۃ المرض، حدیث 5645

Jami' Sahih Bukhari, Kitab al-Maradhi, Bab Shiddat al-Marad, Hadith: 5645

8 القرآن الکریم، پارہ 25، سورۃ حم السجدۃ، آیت 51

Al-Qur'an al-Kareem, Para 25, Surah Hamim as-Sajdah, Ayat 51

9 الموطا امام مالک، رقم الحدیث 3465

Al-Muwatta Imam Malik, Raqam al-Hadith: 3465

10 جامع صحیح مسلم، 4/54، حدیث 1994

Jami' Sahih Muslim, 4/54, Hadith: 1994

11 سنن ترمذی، 13/124

Sunan at-Tirmidhi, 13/124

12 المعجم الکبیر، 18/254، حدیث 15343

Al-Mu'jam al-Kabeer, 18/254, Hadith: 15343

13 سنن ترمذی، 5/156، حدیث ۱٦٦۵

Sunan at-Tirmidhi, 5/156, Hadith: 1665

14 سنن ابی داؤد، 2/200، حدیث 3091

Sunan Abi Dawood, 2/200, Hadith: 3091

15 الجامع صحیح بخاری، 5/2138، حدیث 5137

Al-Jami' al-Sahih Bukhari, 5/2138, Hadith: 5137

16 موطاامام مالک،5/1375،حدیث3465

Al-Muwatta Imam Malik, 5/1375, Hadith: 3465

17 سنن ابن ماجہ،2/1149،حدیث5469

Sunan Ibn Majah, 2/1149, Hadith: 5469

18 الجامع صحیح بخاری،5/2357،حدیث6049

Al-Jami' al-Sahih Bukhari, 5/2357, Hadith: 6049

CC BY